

## 214343-نکاح شغار یعنی وٹہ سٹہ کی صورتیں اور کون سا وٹہ سٹہ باطل ہو گا؟

سوال

میری شادی میرے چازادے کے ساتھ ایک سال پہلے ہوتی ہے، لیکن مجھے اپنی شادی کے صحیح ہونے سے متعلق بہت زیادہ پریشانی لاحق ہے؛ کیونکہ میری نند میرے بھائی کے نکاح میں ہے، اور میں نے آپ کی ویب سائٹ پر پڑھا ہے کہ اس قسم کے نکاح کو نکاح شغار کہا جاتا ہے جو کہ اسلام میں حرام ہے، واضح رہے کہ یہ چیز پاکستان اور افغانستان میں بہت زیادہ مشور ہے اور اسے پشوتو زبان میں "بل" کہتے ہیں، ہمارے ہاں ایک عرصے سے اس طرح شادیاں ہوتی آرہی ہیں، اگر اس طرح شادی کرنا شریعت میں حرام ہے تو علمائے کرام اس طرح شادی کرنے پر اعتراض کیوں نہیں کرتے اور اس قسم کی شادیوں سے کیوں نہیں روکتے، میں اب بھی وٹہ سٹہ کے بارے میں تلاش کر رہی ہوں اور میں ابھی تک یہ فیصلہ نہیں کر پائی کہ میری شادی بھی اسی قسم میں آتی ہے یا نہیں؛ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس مسئلے میں علمائے کرام کے مختلف اقوال دیکھنے میں ملے ہیں، جیسے کہ مثال کے طور پر حنفی مذہب میں اس طرح کی شادی جائز ہے بشرطیکہ حق مر موجود ہو، جبکہ دیگر مذاہب اس بات کے قائل ہیں کہ وٹہ سٹہ حق مر ہونے کے باوجود بھی جائز نہیں ہے، تواب وٹہ سٹہ کے کہتے ہیں؟ کیا میری شادی بھی اسی وٹہ سٹہ میں شامل ہوتی ہے؟ اور اگر کسی کی وٹہ سٹہ کی صورت میں شادی ہوتی ہے اور وہ دونوں بہت خوش بھی ہیں، ان کے بچے بھی ہو گئے ہیں تو ان کیلئے اس میں کیا حل ہے؟ کیا ایسی صورت میں طلاق ہو جانی چاہیے؟ اور طلاق کی وجہ سے دونوں خاندانوں میں پیدا ہونے والے مسائل کو ذہن میں ضرور رکھیں!

پسندیدہ جواب

اول:

نکاح شغار یا عام لوگوں کی اصطلاح میں جسے وٹہ سٹہ کہتے ہیں شریعت اسلامیہ نے اسے حرام قرار دیا ہے اور اس سے منع بھی کیا ہے؛ کیونکہ اس میں خواتین کے حقوق سلب ہوتے ہیں اور ان پر ظلم ہوتا ہے، نیز حق ولایت میں غیر ذمہ داری کا ثبوت دیا جاتا ہے۔

چنانچہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اسلام میں وٹہ سٹہ نہیں ہے) مسلم: (1415)

اسی طرح جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وٹہ سٹہ سے منع فرمایا" مسلم: (1417)

دوم:

وٹہ سٹہ کی تین صورتیں ہیں:

1- ایک شخص دوسرے کی عزیزہ یا اس کی ولایت میں کسی لڑکی سے شادی کرے اور دوسرا اس کی عزیزہ یا زیر ولایت کسی لڑکی سے شادی کرے لیکن اس کیلئے وہ ایک دوسرے کو اپنی عزیزہ کا نکاح دینے کی شرط نہ لگانیں اور نہ ہی کسی کی شادی دوسرے کے ساتھ مشروط ہو، نیز دونوں کیلئے الگ الگ حق مر بھی مقرر کیا جائے، تو یہ صورت وٹہ سٹہ میں شامل نہیں ہوتی، اس لیے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

دائی فتویٰ کیمیٰ کے فتاویٰ -پلا ڈیشن-(18/427) میں ہے کہ:  
"ایک شخص نے کسی دوسرے شخص کی زیر ولایت لڑکی کیلئے شادی کا پیغام بھیجا اور پھر دوسرے نے بھی پہلے شخص کی زیر ولایت لڑکی کیلئے شادی کا پیغام بھیج دیا اور دونوں کے مابین وٹہ

سٹہ کی شرط نہیں تھی، اس پر دونوں لڑکیوں کی کامل رضامندی سے ان کا نکاح دیگر تمام شرائط نکاح کے ساتھ ہو گیا اور دونوں کا الگ الگ حق مر بھی مقرر تھا تو اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ یہ مفہوم طور پر نکاح شغار بھی وہ سٹہ میں شامل نہیں ہوتا" انتہی

2- مذکورہ بالا صورت کے بخلاف شادی اس شرط پر ہو کہ ہر ایک دوسرے کو اپنی زیر کفالت لڑکی کا نکاح دے گا، اور حق مر بھی نہیں ہو گا، یعنی کہ ایک لڑکی کے بدلتے میں دوسرا لڑکی لی جائے۔

تو یہ صورت تمام علمائے کرام کے متفقہ فصیلے کے مطابق معمود صورت ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کستے ہیں :

"اگر کوئی شخص اپنی بیٹی کی یا جس لڑکی کا بھی وہ ولی ہے اس کی شادی کسی شخص سے اس شرط پر کرے کہ وہ اپنی بیٹی کی شادی یا اپنی زیر ولایت لڑکی کی شادی اس سے کرے گا اور درمیان میں حق مر نہ ہو گا۔ یعنی صرف لڑکی کا تبادلہ ہو الگ سے حق مر مقرر نہ کیا جائے تو یہ وہی وہ سٹہ ہے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے، اس لیے یہ نکاح حلال نہیں ہے اور ایسا نکاح فتح ہو جائے گا" انتہی

"الآم" (6/198)

ابن عبد البر رحمہ اللہ کستے ہیں :

"شریعت میں نکاح شغار سے کہتے ہیں کہ : کوئی شخص اپنی زیر ولایت لڑکی کی شادی دوسرے سے اس شرط پر کرے کہ وہ اپنی زیر ولایت لڑکی کی شادی اس سے کرے گا اور دونوں میں کوئی حق مر نہیں ہو گا، چنانچہ ایک لڑکی کا جسم دوسری کا حق مر ٹھہرے گا، وہ سٹہ کی شادی کی یہ تعریف امام مالک اور میجر بست سے فقہاء کرام نے کی ہے۔" انتہی  
"(الاستذکار" (5/465)

ابن رشد رحمہ اللہ کستے ہیں :

"نکاح شغار یہ ہے کہ : تمام فقہاء کرام کے ہاں متفقہ طور پر یہ کہ مسلم ہے کہ : ایک شخص اپنی زیر ولایت لڑکی کی شادی دوسرے سے اس شرط پر کرے کہ وہ اپنی زیر ولایت لڑکی کی شادی اس سے کرے گا اور دونوں میں کوئی حق مر نہیں ہو گا، چنانچہ ایک لڑکی کا جسم دوسری کا حق مر ٹھہرے گا، یہ بھی سب کے ہاں متفقہ طور پر مسلم ہے کہ : ایسی شادی ناجائز ہے؛ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے" انتہی  
"بدایۃ الجہد" (3/80)

نکاح شغار کے جائزہ ہونے کا حکم بیٹی یا بھن پر بھی نہیں بلکہ اس میں وہ تمام لڑکیاں شامل ہیں جو کسی شخص کی زیر ولایت ہو۔

چنانچہ امام نووی رحمہ اللہ کستے ہیں :

"تمام اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ بھتیجاں، بجانبیاں، پھوپھی اور چاکی بیٹیاں نیز لوئڈیوں کا بھی وہ سٹہ کی شادی میں وہی حکم ہے جو انسان کی اپنی بیٹی کا حکم ہے۔" انتہی  
"شرح صحیح مسلم" (9/201)

خفی علمائے کرام جسور علمائے کرام کے ساتھ اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ یہ شادی حرام ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے، لیکن خفی فقہاء کے ہو جانے پر اسے برقرار کھتے ہیں، چنانچہ وہ دونوں لڑکیوں کیلئے مر مثل واجب ٹھہراتے ہیں، جس پر ان کا کہنا ہے کہ حق مر کے آنے سے یہ شغار نہیں رہتا۔

دیکھیں : المبوط (5/105)، بداع الصنائع (2/278)

3- ایک آدمی اپنی بیٹی، بہن یا اپنی زیر ولایت لڑکی کی شادی اس شرط پر کرے کہ فریق خانی اپنی بیٹی یا زیر ولایت لڑکی کی شادی اس سے کرے لیکن اس میں ہر ایک لڑکی کیلئے حق مهر ہو گا چاہے حق مهر برابر ہو یا کم و بیش۔

اس صورت کے متعلق اہل علم کا اختلاف ہے، چنانچہ بعض اہل علم اس بات کے قائل ہیں کہ یہ بھی ممنوعہ صورت ہے؛ کیونکہ صرف یہ شرط لگانا ہی شغار ہونے کیلئے کافی ہے کہ میں اس شرط پر اپنی زیر ولایت لڑکی تم سے بیاہ دوں گا کہ تم مجھ سے اپنی زیر ولایت لڑکی کو بیاہ دو، یہ ظاہری حضرات کا موقف ہے، نیز اس موقف کو کچھ شافعی اور حنبلی فتاویٰ کرام نے بھی اپنایا ہے۔

چنانچہ حنبلی فقیہ خرقی رحمہ اللہ کرتے ہیں :

"اگر کوئی اپنی زیر ولایت لڑکی کی شادی کسی سے اس شرط پر کرے کہ وہ بھی اپنی زیر ولایت لڑکی کی شادی دوسرے سے کرے گا، تو یہ نکاح ہی نہیں ہے، چاہے وہ حق مهر مقرر بھی کر دیں" انتہی

"ختصر الحزنی" (ص 238)، اسی طرح دیکھیں : "الحلی" از ابن حزم (9/118)

اسی موقف کو شیخ ابن باز رحمہ اللہ اور دامی فتویٰ کیمی نے بھی اپنایا ہے، چنانچہ ان کے فتاویٰ میں ہے کہ :

"اگر کوئی آدمی اپنی زیر ولایت لڑکی کی شادی کسی دوسرے شخص سے اس شرط پر کرے کہ وہ بھی اپنی زیر ولایت لڑکی کی شادی پہلے سے کرے گا تو یہ نکاح شغار ہے، اس سے بھی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے، اسی نکاح کو کچھ لوگ نکاح بدل سے بھی موسوم کرتے ہیں، یہ فاسد نکاح ہے، چاہے اس میں مهر مقرر کیا جائے یا نہ کیا جائے، چاہے دونوں اس نکاح پر راضی ہوں یا راضی نہ ہوں" انتہی

"فتاویٰ الجبیۃ الدانۃ۔ پلا ایڈیشن" (18/427)

ان کی دلیل صحیح مسلم : (1416) کی روایت ہے جسے ابن نسیر عبید اللہ سے وہ ابو زناد سے اور وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ : "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح شغار سے منع فرمایا، اور شغار یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے کو کہے : تم مجھ سے اپنی بیٹی بیاہ دو میں تم سے اپنی بیٹی بیاہ دوں گا، یا تم مجھ سے اپنی بیٹی بیاہ دو میں تم سے کر دیتا ہوں" میں تمہاری شادی اپنی بیٹی بیاہ دیتا ہوں" "انتہی

شیخ ابن باز رحمہ اللہ کرتے ہیں :

"صحیح بات یہ ہے کہ ایسی مشروط شادی ہر حالت میں شغار کملائے گی؛ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت شدہ حدیث کا مطلب یہی بنتا ہے، ویسے بھی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ : "اور شغار یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے کو کہے : تم مجھ سے اپنی بیٹی بیاہ کر دو اور میں تمہاری شادی اپنی بیٹی بیاہ دوں گا، یا تم مجھ سے اپنی بیٹی بیاہ دو میں تم سے اپنی بیٹی بیاہ دیتا ہوں" اس میں یہ نہیں کہا گیا کہ نکاح شغار اسی وقت ہو گا جب اس میں حق مهر نہ ہو، بلکہ مطلق طور پر اسے نکاح شغار قرار دیا گیا ہے۔" انتہی  
"مجموع فتاویٰ ابن باز" (20/280)

اسی طرح انہوں نے ایک اور مقام پر یہ بھی کہا ہے کہ :

"نکاح بدل جائز نہیں ہے اسے شغار اور وہ سڑہ بھی کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد احادیث میں اس سے منع فرمایا ہے، اس لیے شرط لگا کرو ٹھہ سڑہ کی شادی کرنا جائز نہیں ہے، مثلاً ایک شخص کہے : تم مجھ سے اپنی بیٹی کی شادی کر دو میں تم سے اپنی بیٹی کی شادی کر دوں گا، یا تم مجھ سے اپنی بیٹی بیٹی بیاہ دوں گا، یہ نکاح بدل اور وہ سڑہ کی شادی کملاتا ہے، عربی میں اسے نکاح شغار کہتے ہیں، چاہے اس میں حق مهر بھی ہو، شرط لگائے جانے کی صورت میں حق مهر برابر یا مختلف کسی بھی انداز میں ہو یہ نکاح جائز نہیں ہو

گا" انتہی

"فتاویٰ نور علی الدرب" لابن باز (21/26)

اس نکاح کو مالکی فتھا نے کرام عربی زبان میں "وجه الشغار"۔ شغار کی ایک صورت۔ سے موسوم کرتے ہیں اور ان کے ہاں اس کا حکم یہ ہے کہ اگر ابھی تک دخول نہیں ہوا تو اسے فتح کرنا مستحب ہے، لیکن دخول کے بعد اس نکاح کے صحیح ہونے کا حکم لا جایا جاتا ہے، ساتھ میں اکثر فتھا نے کرام کے ہاں اس میں مهر مثل ہو گا یا مقرر کردہ مهر ہو گا۔

چنانچہ "الہذیب فی اختصار المدونۃ" (2/132) میں ہے کہ:

"اگر کسی نے ولی کو کہا: مجھ سے اپنی بیٹی کی شادی 100 درہم کے حق مهر کے ساتھ کر دو میں اپنی بیٹی کی شادی تم سے 100 درہم کے عوض کر دوں گا، یا 50 درہم کے تو اس میں کوئی خیر نہیں ہے، یہ شغار کی صورتوں میں سے ہے، چنانچہ دخول سے پہلے علم ہو جانے تو فتح ہو جائے گا، البتہ دخول کے بعد اسے صحیح شمار کیا جائے گا، نیز ہر لڑکی کو مقررہ حق مهر کی بند ترین مقدار دی جائے گی یا مهر مثل ہو گا، تاہم یہ صورت صریح طور پر شغار نہیں ہے؛ کیونکہ اس میں حق مهر موجود ہے۔" انتہی

اس کو شغار کی ایک صورت اس لیے کہا جاتا ہے کہ:

"یہ ایک اعتبار سے شغار بنتا ہے اور دوسرے اعتبار سے شغار نہیں ہے؛ کیونکہ ہر لڑکی کو حق مهر دیا جا رہا ہے اس لیے یہ شغار نہیں ہے اور جب حق مهر موجود ہو تو اسے شغار نہیں کہتے، دوسری جانب چونکہ اس میں ایک فریق دوسرے پر بیانہ کی شرط لگا رہا ہے تو اس اعتبار سے یہ شغار ہے۔" انتہی  
"حاشیۃ العدوی علی کفایۃ الطالب الربانی" (2/52)

البتہ جسوراً بل علم کے ہاں یہ شغار نہیں ہے؛ کیونکہ ہر لڑکی کو حق مهر دیا جا رہا ہے۔

چنانچہ امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"اگر کوئی شخص اپنی بیٹی یا زیر ولایت لڑکی کی شادی کسی مرد سے اس شرط پر کر دے کہ دوسرा شخص پہلے کے ساتھ اپنی بیٹی یا زیر ولایت لڑکی کو بیاہ دے گا اور دونوں لڑکیوں کو الگ الگ حق مهر بھی ملے گا مثلاً: پہلی کو کوئی چیز حق مهر میں ملے گی اور اسی طرح دوسری کو بھی کوئی چیز ملے گی چاہے وہ مالیت میں کم یا زیادہ ہو۔۔۔ تو یہ شغار کی ممنوعہ صورت میں داخل نہیں ہوتا۔" انتہی  
"الام" (5/83)

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"اگر شرط کے ساتھ ولی حق مهر بھی مقرر کریں اور کہیں: میں نے اپنی بیٹی کی شادی تم سے کر دی ہے اس شرط پر کہ تم اپنی بیٹی کی شادی مجھ سے کرو اور ہر ایک کا حق مهر 100 درہم ہے یا میری بیٹی کا حق مهر 100 درہم ہے اور تمہاری بیٹی کا حق مهر 50 درہم ہے یا اس سے بھی کم و بیش حق مهر مقرر کیا جائے تو ایسی صورت میں ہمارے علم کے مطابق امام احمد سے واضح لفظوں میں منقول ہے کہ یہ نکاح صحیح ہے۔" انتہی  
"المعنى" (7/177)

ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"نکاح شغار کی ممانعت کا سبب جانے کے متعلق اختلاف ہے:  
کہا گیا ہے کہ: ایک شادی کو دوسری شادی سے مشروط کہا گیا ہے۔  
اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ: یہاں علت یہ ہے کہ ایک لڑکی کو دوسری لڑکی کے عوض میں بیاہ دیا گیا ہے اور اس سے دونوں میں سے کسی لڑکی کو کوئی فائدہ نہیں ہے، یعنی لڑکی کو حق مهر میں کچھ

بھی نہیں ملا، بلکہ حق مردی کے مفاد میں چلا گیا کیونکہ ولی اپنی زیر ولایت لڑکی کے عوض یہی حاصل کر لیتا ہے اور یہ دونوں لڑکیوں کے ساتھ ظلم ہے کہ ان کا نکاح بھی کر دیا جائے اور دونوں میں سے کسی کو بھی حق مرد نہ لے۔

تاہم اگر شرط کے ساتھ ساتھ حق مرد مقرر کر دیں تو پھر ممانعت کا سبب زائل ہو جائے گا اور صرف ایسی شرط باقی رہ جائے گی کہ جس کا نکاح کے درست ہونے پر کوئی اثر نہیں پڑتا، امام احمد سے یہ صراحت کے ساتھ متفقہ ہے "انہی "زاد المعاد فی بدی خیر العباد" (5/99)

اس کی دلیل بخاری : (5122) مسلم : (1415) میں مالک عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما سے متفقہ ہے کہ : "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ سڑکی شادی سے منع فرمایا" اور وہ سڑکی شادی دوسرے سے اس شرط پر کرے کہ وہ اپنی بیٹی کی شادی پسلے شخص سے کر دے اور ان میں سے کسی کا حق مرد نہ ہو"

اس حدیث کے بارے میں امام شافعی رحمہ اللہ کتے ہیں :  
"مجھے علم نہیں ہے کہ وہ سڑکی تعریف ابن عمر رضی اللہ عنہما کی جانب سے ہے یا نافع اور امام مالک کی جانب سے ہے "انہی "الآم" از: امام شافعی (6/197)

ایک اور جگہ پر ایسے شواہد ہیں کہ وہ سڑکی یہ تعریف نافع رحمہ اللہ کے الفاظ ہیں :  
چنانچہ صحیح بخاری : (6960) میں عبد اللہ بن عمر الغمری کہتے ہیں کہ مجھے نافع نے عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے حدیث سنائی کہ : "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح شغار سے منع فرمایا"  
اس میں نے نافع سے کہا : "یہ شغار کیا چیز ہوتی ہے؟"

تو انہوں نے جواب دیا : "ایک آدمی دوسرے کی بیٹی سے شادی کرے اور اپنی بیٹی اس سے بغیر حق مرد کے بیاہ دے، یا ایک آدمی دوسرے کی بہن سے شادی کرے اور اپنی بہن اس سے بغیر حق مرد کے بیاہ دے"

علامہ جوہری "الصحاب" (2/700) میں کہتے ہیں :  
"شغار" شین کے نیچے زیر کے ساتھ : دور جاہلیت کے نکاح کی ایک قسم ہے، اس میں یہ ہوتا تھا کہ ایک شخص دوسرے سے کہتا کہ : تم اپنی بیٹی یا بہن کی شادی مجھ سے اس شرط پر کرو کوئی میں اپنی بیٹی یا بہن کی شادی تم سے کر دوں گا، اس میں ہر لڑکی کا حق مرد دوسری لڑکی کا جسم ہو گا، گویا کہ وہ بغیر حق مرد کے نکاح کر لیتے تھے "انہی

جگہ صحیح مسلم کی روایت ہے ابن نسیر عبد اللہ سے وہ ابو زنا دے اور وہ اعرج اور وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ : "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح شغار سے منع فرمایا، اور شغار یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے کو کہے : تم مجھ سے اپنی بیٹی بیاہ دو میں تم سے اپنی بیٹی بیاہ دیتا ہوں، یا تم مجھ سے اپنی بہن کی شادی کر دو اور میں تمہاری شادی اپنی بہن سے کر دیتا ہوں" اس میں بھی وہ سڑکی شغار کی تفسیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی نہیں ہے، چنانچہ سنن نسائی : (112/6) میں ہے یہ بات واضح ہے کہ وہ سڑکی تعریف عبد اللہ بن عمر الغمری کی بات ہے جو کہ اس حدیث کے ایک راوی ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تعریف نہیں فرمائی۔

لہذا اس بنا پر جو موقف جس حور علمائے کرام نے اپنایا ہے یہ زیادہ قوی اور راجح ہے؛ چنانچہ اگر لڑکی کیلئے مقرر کیا گیا اور خاوند لڑکی کا ہم پلہ بھی تھا اور لڑکی اس پر راضی بھی ہو تو یہ نکاح شغار نہیں ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کتے ہیں :  
"صحیح موقف اہل مدینہ یعنی امام مالک وغیرہ کا ہے، اور یہ موقف امام احمد سے بہت سے جوابات میں متفقہ ہے اور اکثر فقہاء خابلہ بھی یہی کہتے آتے ہیں کہ نکاح شغار منع ہونے کی

علمت یہ ہے کہ اس نکاح میں حق مهر نہیں ہوتا۔ "انتہی  
"مجموع الفتاویٰ" (34/126)

اسی موقف کو شیخ محمد بن ابراہیم رحمہ اللہ نے اختیار کیا ہے کہ ان سے نکاح بدل کے بارے میں پوچھا گیا کہ اگر میاں بیوی دونوں اس شادی پر راضی ہوں اور اسے مکمل حق مهر بھی ملے تو اس کا کیا حکم ہے؟  
تو انوں نے جواب دیا:

"اگر معاملہ ایسے ہی ہے جیسے بتایا گیا ہے کہ دونوں لڑکیوں کو مهر مثل دیا جا رہا ہے، اور ہر ایک اپنے ہونے والے خاوند سے خوش بھی ہے تو ایسی صورت میں اس نکاح میں کوئی حرج نہیں ہے، اور یہ حرام و مذموم میں شمار نہیں ہوگا، اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا ہے" انتہی  
"فتاویٰ شیخ محمد بن ابراہیم" (10/159)

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ :

"اگر حق مهر عام مروجہ حق مهر کے مطابق ہو اور لڑکی شادی پر رضا مند بھی ہو، نیز لڑکا لڑکی کے ہم پلے بھی ہو تو یہ شادی صحیح ہے، ہمارے نزدیک یہی حکم صحیح ہے کہ اگر نکاح میں تین شرائط پانی جائیں: ہم پلے ہو، مهر مثل ہو اور رضا مندی پانی جائے تو ایسی شادی میں کوئی حرج نہیں ہے؛ کیونکہ ایسی صورت میں بیویوں پر کوئی ظلم نہیں ہو رہا؛ کیونکہ سب کو مکمل حق مهر ملا ہے، پھر کسی پر کوئی جبر بھی نہیں ہے، زیادہ سے زیادہ اس میں یہ بات ہے کہ ان میں سے ہر ایک نے دوسرے کی بیٹی کو پسند کر لیا اور اس نے دوسرے پر شرط لگا دی کہ وہ اس کی شادی اپنی بیٹی سے کر دے۔۔۔

دلائل کا واضح مضموم یہی تقاضا کرتا ہے کہ اگر مناسب حق مهر، رضا مندی اور ہم پلے خاوند ہو تو اس میں کوئی مانع نہیں ہے" انتہی  
"الشرح على زاد الاستقى" (12/174)

تاہم اگر ہم اس نکاح کو صحیح کہہ بھی دیں تو پھر بھی شادی کیلئے ایسا طریقہ نہیں اپنانا چاہیے۔

شیخ محمد بن ابراہیم آں شیخ رحمہ اللہ اپنے فتاویٰ : (10/158) میں کہتے ہیں :

"مستقبل میں اس بات کا خیال رکھا جائے کہ ایسا کوئی نکاح نہ کیا جائے جس میں رشتؤں کا تبادلہ ہو، چاہے ان میں حق مهر ہو یا نہ ہو؛ کیونکہ و مذموم میں کو ناجائز کرنے والوں کا موقف بھی مضبوط ہے؛ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسے رشتؤں میں بہت زیادہ خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں، مثال کے طور پر: خواتین کو ایسے مردوں سے شادی پر مجبور کیا جاتا ہے جن کے متعلق خواتین کو کوئی رغبت نہیں ہوتی، اس میں ولی اپنے مفاد کی خاطر خواتین کے مفاد کو پس پشت ڈال دیتے ہیں، اور یہ بات سب کو معلوم ہے کہ صحیح نہیں ہے؛ نیز ایسے نکاح سے خواتین کو مهر مثل بھی نہیں ملتا جیسے کہ یہ معاملہ و مذمومہ کی شادی کرنے والوں کے ہاں معروف ہے، پھر شادی کے بعد بھی بہت سے تنازعات کھڑے ہو جاتے ہیں" انتہی

سوم :

اگر و مذمومہ کی شادی ایسی صورت میں ہو جس کے بارے میں علمائے کرام کا اتفاق ہے کہ یہ ممنوعہ شخار ہے تو پھر وہ شادی باطل ہے اور جسمور اہل علم کے ہاں اسے فتح کرنا لازمی ہے، پھر دوبارہ سے تجدید نکاح کیا جائے۔

"المرورۃ الحبری" (2/98) کے مطابق امام مالک رحمہ اللہ سے استفسار کیا گیا :

"آپ یہ بتائیں کہ اگر نکاح شخار ہو جائے اور دونوں مرد اپنی ابی یہ بیویوں کے ساتھ رہنے لگیں اور اولاد بھی ہو جائے تو کیا یہ جائز ہو گا یا نکاح فتح کیا جائے گا؟"

اس پر امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: ہر حال میں نکاح فتح ہوگا" انتہی

امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"وٹہ سٹہ کی شادی جائز نہیں ہے اور اسے فتح کیا جائے گا" انتہی

"اللَّام" (6/198)

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"امام احمد سے اس بارے میں کوئی دورانے نہیں ہیں کہ : وٹہ سٹہ کی شادی فاسد نکاح ہے" انتہی

"المفہی" (10/42)

مالکی فقیہ ابن عبد البر رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"وٹہ سٹہ کی شادی کرنا صحیح نہیں ہے، نیز یہ دخول سے پہلے یا بعد ہر حال میں فتح کیا جائے گا" انتہی

"الاستذکار" (16/203)

چنانچہ مندرجہ بالا مکمل تفصیلات کے بعد :

جس شخص کو علم ہو جائے کہ اس کی شادی شغار یا وٹہ سٹہ کی صورت میں ہوئی ہے تو اس نکاح کو فتح کر کے تمام شرائط پوری کر کے دوبارہ نکاح ہو گا، لیکن کو اس کی چاہت کے مطابق حق مہر دیا جائے گا کہ دونوں راضی ہو جائیں، شیخ محمد بن ابراہیم رحمہ اللہ سے وٹہ سٹہ کی شادی کے بارے میں پوچھا گیا :

"یہ نکاح فاسد ہے اور ان دونوں میں جدا ہی کروانا ضروری ہے۔۔۔ جدائی کے بعد مرد کی حیثیت ایک عام مسئلہ کا پیغام بھیجنے والے کی سی ہے چنانچہ اگر لڑکی شادی کرنے پر راضی ہوا اور اس کیلئے مناسب حق مہر دے تو پھر نئے سرے سے نکاح کرنا جائز ہے" انتہی

"فتاویٰ شیخ محمد بن ابراہیم آل شیع" (10/160)

شیخ ابن باز رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"تو ولی اس لڑکی کی شادی دوبارہ نئے سرے سے کرے گا اس کیلئے شرعی مہر اور شرعی طور پر فوری نکاح ہو گا، دو گواہ ہونا بھی ضروری ہے، تاہم عدت کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ پہلے وہ اسی شخص کے عقد میں تھی۔۔۔ لیکن اگر مرد کو لڑکی میں دلچسپی نہیں ہے یا لڑکی مرد کو نہیں چاہتی تو وہ ایک طلاق دے دے، اور عدت گزارنے کے بعد جس کے ساتھ چاہے وہ شادی کر لے" انتہی

"فتاویٰ نور علی الدرب" از: ابن باز (21/39)

پہلے یہ گزرنچا ہے کہ حنفی فہنیا نے کرام ایسی صورت میں نکاح کو درست کہتے ہیں اور وہ دونوں میں سے ہر ایک لڑکی کیلئے مہر مثل واجب قرار دیتے ہیں۔

چنانچہ اگر کوئی شخص اس مسئلے میں ان کی بات پر عمل کرے یا وہ ایسے علاقے میں ہے جہاں کی اکثریت حنفی ہے، یا وہاں کی عدالتون میں حنفی مذہب کے مطابق فصلہ ہوتے ہیں تو ایسی صورت میں نکاح فتح نہیں ہو گا؛ کیونکہ اجتہادی مسائل میں یہ اصول کا فرمہ ہوتا ہے۔

ابن قدامہ رحمہ اللہ اخاف کے علاوہ دیگر تمام جسور علمائے کرام کے مطابق بغیر ولی کے نکاح کو باطل قرار دینے کے بعد کہتے ہیں کہ :

"اگر بغیر ولی کے نکاح کو حاکم صحیح قرار دے دے، یا یہ عقد حاکم خود کرے تو زنا جائز نہیں ہے، اور یہی حکم دیگر تمام فاسد نکاحوں کا ہے" انتہی

"المفہومی" (7/6)

ابن مفہومی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"اگر کوئی کسی کی تقلید کرتے ہوئے نکاح کی کسی صورت کو صحیح سمجھے تو اجتناد کی بنا پر موقف تبدیل ہونے کی صورت میں اسے اپنی بیوی کو چھوڑنا نہیں پڑے گا" انتہی

"الغروع" (11/218)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا :

"نکاح حلالہ کے متعلق اگر کوئی شخص کسی ایسے عالم کی تقلید کرتا ہے جو اسے جائز قرار دیتا ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟"

اس پر انہوں نے کہا :

"نکاح کے ساتھ عرف کے مطابق یا واضح لفظوں میں اتفاق کر کے حلالہ کیلئے نکاح کرنا کہ بعد میں عورت کو طلاق دے دے گا یا خاوند اپنے دل میں طلاق کا خیال رکھے تو یہ حرام ہے، بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے والے پر متعدد احادیث میں لعنت فرمائی ہے۔۔۔ نیز حلالہ کرنے والے کے اس عمل سے پہلے شخص کیلئے یہ عورت حلال نہیں ہوگی، نیز حلالہ کی نیت سے شادی کرنے والے کیلئے اس عورت کو اپنے پاس رکھنا حلال نہیں ہے، بلکہ اسے بھی اس عورت سے جدا ہونا پڑے گا۔

لیکن اگر اجتناد یا کسی کی تقلید کرتے ہوئے حلالہ کو پہلے جائز سمجھ لیا اور حلالہ کرو اکر عورت کو اپنے عقد میں لے لیا پھر بعد میں اسے اس کے حرام ہونے کا علم ہوا تھا تو یہ موقف یہی لختا ہے کہ اب اسے حلالہ کی شکل میں دوبارہ عقد میں آنے والی بیوی کو چھوڑنا اس پر واجب نہیں ہے، تاہم مستقبل میں ایسا کرنا منع ہوگا، گزشتہ امور کو اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا ہے" انتہی  
"مجموع الفتاوی" (151/32-152)

مندرجہ بالا مکمل تفصیلات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا نکاح صحیح ہے، تاہم مستقبل میں ایسا کام کرنے سے روکا جائے گا، جیسے کہ یہی موقف شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے پہلے بیان کیا ہے۔

واللہ اعلم.